Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

213029

بدھ 10جون1998ء 14صفرالمظفر 1419ہجری 10احسان 1377ھش | جلد 48-83نمبر 122

جھوٹ سب سے بڑا گناہ

حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کیا جی حضورؐ ضرور بتائیں آپؐ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، آپ تکیے کا سہارا لئے ہوئے تھے جوش میں آکر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا دیکھو! تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ آپ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کاش حضورؐ خاموش ہو جائیں۔ (بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین)

ارشادات عالیہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ

کذب کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور اندر ہی اندر اسے ایک دیمک لگ جاتی ہے۔ ایک جھوٹ کے لئے پھر اسے بہت سے جھوٹ تراشنے پڑتے ہیں، کیونکہ اس جھوٹ کو سچائی کا رنگ دینا ہوتا ہے۔ اسی طرح اندر ہی اندر اس کے اخلاقی اور روحانی قویٰ زائل ہو جاتے ہیں اور پھر اسے یہاں تک جرات اور دلیری ہو جاتی ہے کہ خداتعالیٰ پر بھی افتراء کر لیتا ہے اور خداتعالیٰ کے مرسلوں اور ماموروں کی تکذیب بھی کر دیتا ہے اور خداتعالیٰ کے نزدیک اظلم ٹھہر جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (-) یعنی اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا باندھے یا اس کی آیات کی تکذیب کرے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جھوٹ بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر جھوٹ کا خطرناک نتیجہ اور کیا ہو گا کہ انسان خداتعالیٰ کے مرسلوں اور اس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صدق اختیار کرو۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 245)

ساری دنیا میں سب سے بڑا فساد جھوٹ ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

دنیا میں جو بہت سے تعلقات بگڑنے کی وجہ ہے وہ بنیادی طور پر یہی ہے کہ اپنے نفس کا شیطان انسان کو دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی ان سے وہ سلوک کرے تو واویلا کریں گے، شور مچائیں گے، کہیں گے کیسی جماعت ہے جہاں ایسے ایسے لوگ داخل ہیں جو اس طرح خداتعالیٰ کی طرف سے بیان فرمودہ حقوق کو ادا نہیں کرتے اور عائد شدہ قدروں کی پرواہ نہیں کرتے اور جب ان سے پوچھا جائے کہ تم کیا کرتے ہو تو بعض دفعہ معصومیت سے کہیں گے ہم تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ ہم تو کبھی بھی خداتعالیٰ کی جان بوجھ کر نافرمانی نہیں کرتے۔ کوئی غلطی سے بات ہو جائے تو ہو جائے۔ لیکن یہ بات جھوٹ ہے اور واقعۃً انسان جان بوجھ کر ہر فیصلے کے موقع پر نافرمانی کا قدم اٹھاتا ہے۔

اب جھوٹ کی بات چل رہی ہے تو یاد رکھیں کہ جھوٹ اس وقت انسان کا، ساری دنیا کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ جھوٹ کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ محض دین کی تعلیم ہے، (-) کہ جھوٹ نہیں بولنا چاہئے یہ جھوٹ کی حقیقت کو نہ سمجھنے کا ایک اور انداز ہے۔ جھوٹ تو دنیا کے زہروں کی طرح ہے۔ وہ زہر نیکی اور بدی کی تمیز نہیں کرتے، وہ زہر ضرور ہلاک کرتے ہیں۔ اگر اتنی مقدار میں استعمال ہوں کہ ہلاک کرنے والے ہوں۔ وہ زہر ضرور لمبا، دائمی اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ جب ان کی سرشت میں لمبا عرصہ داخل کر دیا گیا ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے، تو وہ تو اپنا کام دکھاتے ہیں۔ اسی طرح جھوٹ بھی ایک تو گناہ ہے یعنی ہر (صاحب ایمان) جو اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ (-) اس کے لئے جھوٹ ایک گناہ کی حیثیت رکھتا ہے

اور اس گناہ کا حساب کتاب زیادہ تو یوم آخرت میں ہو گا۔ لیکن میں ایک بات آپ کو بتا رہا ہوں کہ جھوٹ ایک زہر بھی ہے اور وہ زہر ایسا ہے جو روزمرہ ضرور اثر دکھاتا ہے اس کا منفی اثر ضرور ہوتا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔

ساری دنیا میں سب سے بڑا فساد جھوٹ ہے اور دراصل اس لئے کہ جھوٹ شیطان کی عبادت کا ایک اور نام ہے میں جماعت کو پہلے بھی بارہا سمجھا چکا ہوں کہ تم کہتے ہو (-) کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں تو چھوٹی چھوٹی غفلتیں جو سرزد ہو جاتی ہیں ان کے متعلق تو آپ استغفار سے کام لے سکتے ہیں مگر اگر یہ اقرار ہی جھوٹ ہو اور سراسر جھوٹ ہو اور انسان جانتا ہو کہ جب بھی مدد کی ضرورت پڑتی ہے ہم غیراللہ کی طرف منہ کرتے ہیں تو ایسے شخص کو دنیا کی سزا تو ملنی ہی ہے آخرت کی سزا بھی ملے گی اور اس کی ساری (عبادات) اکارت جائیں گی اور جھوٹ جو ہے کئی طرح کے بھیس بدلتا ہے۔

(از خطبہ 27جون 1997ء)

تابکاری سے بچنے کا نسخہ

○ حضرت صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ جمعہ میں تابکاری کے بداثرات سے بچنے کے لئے ہومیو پیتھی علاج تجویز فرمایا ہے۔ اور تاکید فرمائی ہے کہ یہ نسخہ ابھی سے استعمال کرنا شروع کر دیں۔ فہوالشافی۔

نمبر1 Radium Bromide CM

نمبر2 Carcinosim CM

ایک ہفتہ نمبر1 کی ایک خوراک ایک دفعہ کھائیں اور دوسرے ہفتہ نمبر2 کی ایک خوراک ایک دفعہ کھائیں اور چند مہینے تک جاری رکھیں کیونکہ تابکاری کے اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس دوا کا نقصان بھی کوئی نہیں۔ علاوہ ازیں پاکستان میں تمام لوگوں کیلئے افادہ عام کے لئے یہ نسخہ عام کریں۔ (ناظر امور عامہ)

امراء اضلاع اور وقفِ عارضی

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث فرماتے ہیں

○ "....... امراء اضلاع کو اس طرف فوری توجہ دینی چاہئے۔...... امراء اضلاع جماعت کے مستعد اور مخلص احباب کو اپنی ذمہ داری کی طرف متوجہ کریں تا زیادہ سے زیادہ احمدی اس مقصد (وقفِ عارضی -ناقل) کے پیش نظر اور خدمت (دین) کے لئے اپنے وقت کا ایک تھوڑا اور حقیر سا حصہ پیش کریں۔"

(الفضل 13۔ اپریل 66ء ص 3)

نمایاں کامیابی

○ مکرمہ ڈاکٹر عالیہ ملک ایم بی بی ایس بنت مکرم یوسف سلیم ملک صاحب مربی سلسلہ نے ڈپلومہ ان چائلڈ ہیلتھ (D.C.H) کے امتحان میں خداتعالیٰ کے فضل سے پنجاب یونیورسٹی میں دوم اور پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ (P G M I) لاہور میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

عزیزہ عالیہ مکرم مرزا محمود احمد صاحب کی اہلیہ اور مکرم مرزا مقصود احمد صاحب پشاور سابق امیر جماعت سرحد کی بہو ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو بہت مبارک کرے اور خدمت خلق کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

ایک تاریخ ساز دن 10 جون 1982ء

10 جون 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب عمل میں آیا۔ 8 اور 9 جون کی درمیانی شب پونے ایک بجے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے وفات پائی۔ 10 جون کو بعد نماز ظہر بیت مبارک ربوہ میں مجلس انتخاب کا اجلاس ہوا۔ جس میں حسب قواعد ہر رکن نے قدرت ثانیہ سے وابستگی کا حلف اٹھایا اور اس کے بعد حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو خلیفہ منتخب کیا۔ اراکین مجلس نے اسی وقت بیعت کی۔ جس کے بعد احباب کو بیت مبارک میں آنے کی عام اجازت دے دی گئی۔ اور بیت الذکر اور گردو نواح کے جملہ موجود احباب نے جن کی تعداد بیس سے پچیس ہزار کے درمیان تھی آپ کی بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت صاحب قصر امامت تشریف لے گئے جہاں خاندان حضرت مسیح موعود کے مرد اور خواتین جمع تھے۔ سب نے بیعت کی اس موقع پر حضرت مسیح موعود کی صاحبزادی حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے آپ کو حضرت مسیح موعود کی مبارک اور تاریخی الیس اللہ والی انگوٹھی پہنائی۔

نماز عصر کے بعد حضرت صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا جنازہ احاطہ بہشتی مقبرہ میں پڑھایا جس میں ایک لاکھ احمدیوں نے شرکت کی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 12 جون 82ء)

11 جون 1982ء بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلا خطبہ جمعہ بیت اقصیٰ میں ارشاد فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ مجھے یوں لگا جیسے میں کل مر چکا ہوں اور ایک نیا وجود میرے اندر پیدا ہوا ہے۔ فرمایا امامت احمدیہ وہ شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں کوئی نہیں اکھاڑ سکتا۔ تجدید بیعت کے سلسلہ میں فرمایا کہ یہ نئی زندگی اور احیائے نو کا وقت ہے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا قیام اس کی تربیت اور رنگ ڈھنگ ایسا ہے جس کی کوئی نظیر دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔

آپ نے فرمایا کہ آپ ان الفاظ میں اپنے امام کے ساتھ اظہار وفاداری کریں کہ

"اے آنے والے! ہم اپنے دلوں سے معصیت اور گناہوں کے چراغ بجھاتے ہیں اور تقویٰ کے چراغ روشن کرتے ہیں اور تجھے اس دل میں اترنے کی دعوت دیتے ہیں جس دل میں اللہ کے تقویٰ کی مشعلیں روشن ہو رہی ہیں۔ اور ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیام شریعت کی کوشش میں جو اللہ کے فضل کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی۔ دعائیں کرتے ہوئے ہم تیری مدد کریں گے۔ کیونکہ کوئی ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ ہم ایک وجود کی طرح ایک ایسے وجود کی طرح کہ (قدرت ثانیہ اور جماعت الگ الگ نہ رہیں۔ ایک دھڑکتے ہوئے دل کی طرح۔ ایک ہاتھ کی طرح اٹھتے اور گرتے ہوئے ایک قدم کی طرح بڑھتے ہوئے ہم تمام نیک کاموں میں تیرے ساتھ تعاون کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جگہ جگہ خدا کی عبادت کے معیار بلند ہو جائیں (خدا کے گھر) پہلے سے زیادہ آباد نظر آنے لگیں۔ اللہ کی یاد سے دل زیادہ روشن اور پر نور ہو جائیں۔ جھگڑے اور فساد مٹ جائیں اور ان کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ ایک کامل اخوت اور محبت کا وہ نظارہ نظر آئے جو اس دنیا کی جنت کہلا سکتی ہے اور وہ قائم ہونے کے بعد حقیقت میں اگلی دنیا کی جنت کی خوابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کے پیغام کو جاری و ساری رکھیں۔ جو کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسی نیکیاں عطا ہوں کہ ہم ہر روز نیکیوں کے نئے پھل کھانے والے ہیں"

(روزنامہ الفضل ربوہ 22 جون 82ء)

تم اصل ہو یا خواب ہو تم کون ہو
تم مہر ہو مہتاب ہو تم کون ہو
جو آنکھ بھی دیکھے تمہیں سر سبز ہو
تم اس قدر شاداب ہو تم کون ہو
جو دستِ رحمت نے مرے دل پر لکھا
تم عشق کا وہ باب ہو تم کون ہو

عبید اللہ علیم

یوسف سہیل شوق

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

آج سے 52 سال پہلے 10 جون 1946ء

سپین میں احمدیہ مشن کا احیاء اور دو مربیان کی سپین میں آمد

محترم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کی خدمات کا تذکرہ

یوں تو جماعت احمدیہ کے بیرونی ممالک میں مشنوں کے قیام کے سلسلے میں ہر مشن کا قیام ایک تاریخی واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن سپین سے ہم کو جو لگاؤ ہے اس کے پیش نظر سپین میں احمدیہ مشن کا قیام ہر لحاظ سے ایک یادگار اور ناقابل فراموش اہمیت رکھتا ہے

آج سے 52 سال قبل آج ہی کے دن یعنی 10 جون 1946ء کو جماعت احمدیہ کے دو فدائی مربی اس سرزمین پر دین حق کا جھنڈا پھر سے بلند کرنے کی آرزوئیں دل میں لے کر اس ملک کے دارالحکومت میڈرڈ میں وارد ہوئے۔ یہ دو جانباز مربی مکرم و محترم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر اور مکرم مولوی محمد اسحاق صاحب ساقی تھے۔

یاد رہے کہ احمدیہ مشن سپین محترم ملک محمد شریف صاحب گجراتی نے مارچ 1936ء میں قائم کیا تھا جو اندرونی خانہ جنگی کی وجہ سے بند کرنا پڑا۔ اب محترم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کے ذریعے اس مشن کا احیاء ہوا جس کا تسلسل خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج بھی جاری ہے۔

سپین کے بارے میں حضرت مصلح موعود کس شدت سے آرزومند تھے کہ مسلمانوں کی عظمت رفتہ کے اس مقام پر دوبارہ دین حق کا جھنڈا لہرائے اس کا اندازہ حضرت مصلح موعود کے اس ارشاد سے لگائیے جو آپ نے ان مربیان کے سپین پہنچنے کی خبر موصول ہونے پر بیت مبارک قادیان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔

"پیاسی روحیں پکار رہی ہیں کہ ہماری سیرابی کا کوئی انتظام کیا جائے۔ لیکن ہمارے پاس نہ اتنی تعداد میں آدمی ہیں کہ ہم ہر آواز پر ایک وفد بھیج دیں اور نہ ہی وفود بھیجنے کے لئے اخراجات ہیں۔ ایسے حالات میں ایک (صاحب ایمان) کا خون کھولنے لگتا ہے، خصوصاً سپین اور صقلیہ کے واقعات کو پڑھ کر تو اس کا خون گرمی کی حد سے نکل کر ابلنے کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ جہاں ہمارے آباء و اجداد نے سینکڑوں سالوں تک حکومتیں کیں اور وہ ان ممالک کے بادشاہ رہے۔ وہاں مسلمانوں سے یہ سلوک کیا گیا کہ ان کو جبراً عیسائی بنا لیا گیا۔ اور آج وہاں اسلام کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں۔"

(الفضل 17 جولائی 1946ء)

سپین میں ان دنوں اتنی سخت مذہبی پابندیاں عائد تھیں کہ کیتھولک فرقہ کے سوا خود عیسائیوں کے دوسرے فرقوں کو بھی کسی قسم کی مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ مسلمانوں کا تو ذکر ہی کیا حکومت اور عام لوگ مسلمانوں کے بارے میں سخت مخالفانہ جذبات رکھتے تھے۔ 1945ء کی جنگ عظیم کے اختتام پر سپین کی پالیسی میں قدرے نرمی پیدا ہوئی۔ اور سپین نے اسلامی ممالک سے تعلقات قائم کئے۔ اس طرح سے احمدی مربیان کے داخلے کی راہ ہموار ہو گئی۔ مگر کیفیت یہ تھی کہ خفیہ پولیس ہر وقت احمدی مربی محترم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کے پیچھے لگی رہتی۔ ملک میں سختیوں اور تشدد کا یہ عالم تھا کہ جب کسی ہسپانوی کو محترم کرم الٰہی ظفر صاحب دعوت الی اللہ کرتے تو وہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگتا کہ خفیہ پولیس کا کوئی شخص ہماری باتیں تو نہیں سن رہا۔ ایک بار آپ کو ملک سے نکلنے کا حکم بھی مل گیا تھا جو بڑی مشکلوں سے دور کیا گیا۔ آپ نے اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ کروایا تو اسے تقسیم کرنے میں روکیں ڈالی گئیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر دیئے جانے والے خطبہ میں محترم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کی خدمات کو نہایت اعلیٰ رنگ میں بیان فرما کر ہمیشہ کے لئے تاریخ احمدیت میں محفوظ کر دیا حضرت صاحب نے فرمایا:۔

اس (بیت الذکر) کے پیچھے تو ایک بہت ہی لمبی، گہری، مسلسل قربانیوں کی تاریخ ہے۔ اور اس موقع پر اگر ہم ان کو یاد نہ کریں اور ان لوگوں کو اپنی دعاؤں میں شامل نہ کریں جو اس (بیت الذکر) کے پس منظر میں خاموشی سے کھڑے انکسار کے ساتھ اپنے رب کے حضور دعا گو نظر آ رہے ہیں، تو یہ ناشکری ہوگی۔

میری مراد برادرم مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر اور ان کے خاندان کی قربانی سے ہے۔ ایک لمبا عرصہ اس خاندان نے سپین میں دن رات احمدیت کی خدمت کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ ایسے وقتوں میں جب کہ یہاں کی حکومت اتنی سنگدل اور سخت تھی کہ دوسرے عیسائی فرقوں کو بھی اجازت نہیں تھی کہ وہ یہاں تبلیغ کرتے اس زمانے میں جب کہ کوئی ذریعہ نہیں تھا جماعت کے پاس ان کی مدد کا، مالی حالات کی تنگی بھی تھی اور قوانین کی روک بھی رستے میں حائل تھی اور ممکن نہیں تھا کہ ان کو سلسلہ کسی قسم کی مدد دے سکتا، انہوں نے ایک خاص جذبہ قربانی میں اپنے آپ کو پیش کیا اور حضرت مصلح موعود نے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبیداللہ علیم کی یاد میں

جہاں عبیداللہ علیم چمک اٹھے باقی سب ماند پڑ گئے

عبیداللہ علیم کی وفات پر

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کے ارشاداتِ عالیہ

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ ٹیلی ویژن کے مقبول پروگرام اردو کلاس میں مشہور و معروف احمدی شاعر جناب محترم عبیداللہ علیم صاحب کی وفات کے بعد بڑی محبت کے ساتھ اظہار خیال فرمایا۔ (27 مئی 1998ء)

حضرت صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج ایک خاص غم کی خبر کا ذکر ہے۔ یعنی عبیداللہ علیم کی وفات۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے دو گھنٹے لگا کر عبیداللہ علیم کی بہت سی نظمیں اکٹھی کی ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا ہر شاعر کے اندر بہت کچھ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ ہر وادی میں گھومتے پھرتے ہیں۔ اکثر شاعروں کا یہی حال ہوتا ہے۔ لیکن ان کے اندر کمال یہ ہے کہ ان کا بہت زیادہ کلام اچھا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا اس ہفتے ہر کلاس میں عبیداللہ علیم کی ایک نظم پڑھی جائے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ان کے کلام کا حسن ایسا ہے کہ اس کا ترجمہ کرنا اسے گویا بگاڑنا ہے جو ٹھیک نہیں ہے۔ ان کے بعض کلام تو بہت گہرے ہیں۔ ان کے بعض الفاظ کی بندش ایسی ہے کہ اس میدان میں انہیں اس زمانے کے سارے شعراء میں اکیلا مقام حاصل ہے۔ ان کے الفاظ کی بندش ایسی ہے کہ اس تک دماغ نہیں پہنچتا۔ اس پہلو سے سارے ہندوستان میں بھی ان کا لوہا مانا گیا ہے۔ پاکستان کے سارے شعراء میں سے عبیداللہ علیم ہندوستان میں سب سے زیادہ ہردلعزیز ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا یہ پاکستان میں بھی مقبول ترین ہوتے مگر ان کی خوبی یہ تھی کہ جماعت کی بڑی غیرت رکھتے تھے۔ ننگی تلوار تھے۔ اس پہلو سے ان کو بہت دبانے کی کوشش کی گئی مگر ان کی زندگی ایسی تھی کہ ہمیشہ کے لئے دبا سکتے ہی نہیں تھے۔ اور ان کو مشاعروں میں بلانا پڑتا تھا۔ جب بھی آتے تھے چھا جاتے تھے انگلستان میں بھی ان کا یہی حال تھا۔

حضرت صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کی دو باتوں کی وجہ سے میں ان کا بہت احترام کرتا تھا۔ ایک یہ کہ ان کے کلام میں احمدیت کے بہت تذکرے ہیں۔ جو ہم پر گذرتی ہے اس کے بارے میں۔ پھر حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے متعلق بہت اچھا کلام انہوں نے کہا۔ بعض دفعہ تو لگتا ہے کہ غیب کی آواز سے بولتے تھے۔ اللہ ان سے بلواتا ہے۔ ان کی ایک غزل ہے...... ناز سے اٹھا۔ اعزاز سے اٹھا۔ بہت حیرت انگیز نظم ہے۔ ناقابل یقین۔ کہتے ہیں کہ خدا نے خاک میں روح پھونکی اور وہ مٹی سے اٹھ کر کہاں تک پہنچ گیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں اس نظم کی تعریف تو بہت کر رہا ہوں مگر اس کو سمجھانا مشکل ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اب شوکت یہ نظم پڑھیں گی۔ میں اس کے معانی میں ڈوبوں گا۔ آپ آواز میں ڈوبیں ہمارا اپنا اپنا سمندر رہے۔ میں عبیداللہ علیم کے سمندر میں ڈوبا کروں گا اور آپ شوکت کی آواز میں ڈوبا کریں گے۔

اس کے بعد عزیزہ شوکت نے نظم پڑھنی شروع کی جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

مٹی تھا میں خمیر ترے ناز سے اٹھا
پھر ہفت آسماں مری پرواز سے اٹھا

حضرت صاحب نے فرمایا کمال کا شعر ہے۔ مٹی تھا میں۔ انسان مٹی سے بنا ہے۔ اس کا خمیر اے اللہ تیرے ناز سے اٹھا۔ تیری ناز برداری سے مٹی کیا بن گئی۔ انسان مٹی تھا پھر سات آسمان کو اس نے اپنے اوپر اٹھا لیا۔ حضرت رسول کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ کا بیان ہے۔ کتنے غضب کا شعر ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا لیکن جب تک براہ راست سمجھ نہ آئے مزا نہیں آتا۔

عزیزہ شوکت نے پھر مزید اشعار اپنی خوبصورت آواز میں پڑھے۔

انسان ہو کسی بھی صدی کا کہیں کا ہو
یہ جب اٹھا ضمیر کی آواز سے اُٹھا

حضرت صاحب نے فرمایا کانشنس والا ہوا تو پھر اونچا ہوا۔ ورنہ نہیں۔

صبحِ چمن میں ایک یہی آفتاب تھا
اس آدمی کی لاش کو اعزاز سے اُٹھا

سو کرتبوں سے لکھا گیا ایک ایک لفظ
لیکن یہ جب اُٹھا کسی اعجاز سے اُٹھا

اے شہسوارِ حُسن یہ دل ہے یہ میرا دل
یہ تیری سر زمیں ہے قدم ناز سے اُٹھا

حضرت صاحب نے فرمایا اے حُسن کے گھوڑے کے شہسوار۔ تو حُسن کا شہسوار ہے یہ تیری سرزمین ہے قدم ناز سے اٹھا۔ گھوڑے اپنی زمین پر چلتے ہیں تو بڑے ناز سے چلتے ہیں۔ اس قسم کا تصور دوسرے شعراء میں کہیں نہیں ملتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا جہاں عبیداللہ علیم چمک اٹھے۔ باقی سب ماند پڑ گئے۔

میں پوچھ لوں کہ کیا ہے مرا جبر و اختیار
یارب یہ مسئلہ کبھی آغاز سے اٹھا

حضرت صاحب نے فرمایا، جبر و اختیار کا مسئلہ کیسے شروع ہوا۔ پہلے جبر کیا۔ پھر اختیار دیا۔ اللہ سے چہل کرتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہم نے یہ مسئلہ آغاز سے اٹھایا تھا۔

وہ ابر شبنمی تھا کہ نہلا گیا وجود
میں خواب دیکھتا ہوا الفاظ سے اُٹھا
شاعر کی آنکھ کا وہ ستارا ہوا علیم
قامت میں جو قیامتی انداز سے اُٹھا

☆......☆......☆......☆

غزل

سائے میں تیرے دھوپ نہائے بصد نیاز
اے چھاؤں چھاؤں شخص تری عمر ہو دراز

اے اپنے رب کے عشق میں دیوانے آدمی
دیوانے تیرے ہم کہ ہوا تو خدا کا ناز

کیوں کر کھلے خدا، جو نہ دیکھو وہ آدمی
سجدہ کرے زمیں پہ تو ہو عرش پر نماز

آیا زباں پہ اسمِ گرامی کہ بس ادھر
پُرنم ہوئی وہ آنکھ وہ سینہ ہوا گداز

چاند جب دیکھا سمندر کے کنارے ہم نے
اور پھیلا دیئے کچھ اپنے کنارے ہم نے

اِک عجب شور مچاتی ہوئی تنہائی کے ساتھ
خود میں دُہرائے سمندر کے اشارے ہم نے

عبیداللہ علیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیب کی آواز سے بولنے والا شاعر

مشہور اور نامور احمدی شاعر عبید اللہ علیم 59 برس کے قریب عمر میں کراچی میں رحلت فرما گئے۔ ادب کا ایک باب بند ہو گیا۔ شاعری کا سورج غروب ہو گیا غیبی مضامین کا ایک تسلسل رک گیا۔ مگر علیم کا نام اس کی سوچ اس کی شاعری اس کا توانا' زندہ' مضبوط اور جارحانہ لب ولہجہ زندہ رہے گا۔

عبید اللہ علیم کو دوسروں کی نظر سے جانچنے سے پہلے ضروری ہے کہ ایک نظر خود علیم کی نظر سے علیم کو دیکھا جائے علیم نے اپنا تعارف اپنے دوسرے مجموعہ کلام "ویران سرائے کا دیا" میں کرایا ہے۔ وہ اپنی کتاب کے نام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ویران سرائے انسان ہے' اس کا وجود ہے' گھر ہے' کائنات ہے..... دیا' اللہ نور السموات والارض ہے' دیا اس کا نور علی نور آدمی ہے' دل ہے' عشق ہے' حسن ہے' عقل ہے' ایک طاقت اور اکائی ہے...... یہ میری کہانی ہے اور اس طرح یہ ہر اس آدمی کی کہانی ہے جو دل میں کوئی دیا جلائے ہوئے' مسلسل کسی حسن میں گم ہوتے رہنے کا تمنائی ہے۔

پھر لکھتے ہیں۔

"میں ابلیسی خودی اور انا کے مقابلے پر آدم کا یقین' سپردگی اور دعا کا زاد سفر لے کر نکلا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں کہ رحمت کے بادل اس ابلیسی آگ کو پھر ٹھنڈا کرنے کے لئے تلے کھڑے ہیں۔ میرا چاند چہرہ اب دعا دعا چہرہ ہو گیا ہے۔ میری ستارہ آنکھیں اب حیا حیا آنکھیں ہو گئی ہیں...... میں زمینی اور آسمانی رشتوں' محبتوں' اور صداقتوں کا شاعر ہوں"

(ویران سرائے کا دیا ص 11 تا 15 1994ء (European Edition

عبید اللہ علیم کی شاعری کو اس کے اپنے تعارف میں دیکھئے اور پہچانئے اور پھر اس کے بارے میں اس کی وفات پر مشہور ادیب "خالد احمد" کے ادبی کالم "لمحہ لمحہ" مطبوعہ (جریدہ ادب) روزنامہ جنگ لاہور 29- مئی 1998ء کی یہ تحریر ملاحظ فرمایئے۔

"عبید اللہ علیم کے نزدیک کچھ اور معاملات شاعری سے زیادہ اہم ہو گئے۔ ساڑھے چار برس پیشتر وہ لاہور آئے تو ماہنامہ "بیاض" لاہور نے ان کے اعزاز میں ایک تقریب برپا کی۔ اس تقریب میں لاہور کے تمام نوجوان اور بزرگ شعراء جمع ہوئے اور اس تقریب میں صرف عبید اللہ علیم کا کلام سنا گیا۔ عبید اللہ علیم نے بھی جی بھر کے سنایا۔ عبید اللہ علیم کی خوبصورت اور آئینہ رو غزلوں نے سب کے دل موہ لئے۔ عبید اللہ علیم کی انگلی میں مبلغوں والی انگوٹھی جھلملا رہی تھی۔ ہم نے ان کو نہیں پوچھا لیکن ان کے دوسرے دوستوں نے بتایا کہ وہ آج کل تبلیغ میں مصروف ہیں اور اس سلسلے میں بہت آگے نکل گئے ہیں۔

مجھے یاد آیا کہ عبید اللہ علیم سے گذشتہ ملاقاتوں میں ماہنامہ فنون لاہور سے ان کی مسلسل غیر حاضری کی بار بار بات کی۔ مگر وہ ہر بار مسکرا کر میری بات ٹال گئے۔ شاید وہ خود اختیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے از خود گوشہ گیر ہو گئے ان کی دلچسپیاں تبدیل ہو گئی تھیں...... ان کی عجیب تر بات یہ لگی کہ انہوں نے وہ غزلیں بھی نقل نہیں کیں جو انہوں نے وہاں سنائی تھیں۔ اب لگتا تھا کہ وہ اپنا "نام و نشان" مٹا دینا چاہتے ہیں۔ وہ کسی نئی شناخت' کسی اور شناخت میں اپنے آپ کو گم کر دینا چاہتے تھے۔

عبید اللہ علیم اب ہمارے درمیان نہیں رہے۔ وہ ہمارے درمیان ہوتے ہوئے بھی ہمارے درمیان نہ تھے۔ لیکن اب جبکہ وہ اس فانی دنیا سے رخصت طلب کر چکے ہیں۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ اب بھی ہمارے درمیان اس قدر ہیں' جس قدر وہ ہمارے درمیان ہوتے ہوئے' ہمارے درمیان تھے۔ موت نے عبید اللہ علیم سے ان کے اور قاری کے درمیان ان کے فانی وجود کا پردہ بھی اٹھا دیا۔"

اور یہ وہی بات ہے جو عبید اللہ علیم نے ویران سرائے کا دیا کے پیش لفظ میں یوں لکھی تھی کہ'

"میں زمینی اور آسمانی رشتوں' محبتوں اور صداقتوں کا شاعر ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ایسے شاعر کے لئے فنا کا قانون منسوخ ہو جاتا ہے۔"

(ویران سرائے کا دیا ص 15)

عبید اللہ علیم لافانی ہو گیا ہے۔ اور اگر اس کے لئے فنا کا قانون منسوخ ہوا ہے تو اس لئے کہ اس نے بھی زندگی بھر اپنے مقصد زندگی سے بے وفائی نہیں کی۔ اور عشق کی راہ میں ثبات قدم کا جب بھی سوال درپیش ہوا وہ لبیک کہتا ہوا ہر قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔

روزنامہ نوائے وقت 22- مئی 1998ء میں ادبی کالم نگار اعزاز احمد آذر نے اپنے کالم میں لکھا' عنوان ہے' "عبید اللہ علیم۔ جو بجھ گئے تو ہوا سے شکایتیں کیسی"۔

"عبید اللہ علیم بھی چلے گئے۔ ایک خوش فکر اور خوش کلام شاعر اٹھ گیا۔ وہ بلاشبہ مشاعروں' پبلک مشاعروں کا پسندیدہ شاعر تھا۔ مشاعرہ پڑھتے ہوئے گویا اس کے انگ انگ سے شعر پھوٹتے تھے۔ زندگی کی رومانویت پسندی اس کی شاعری کا طرۂ امتیاز تھا۔ وہ اپنے شعر' اپنی ذات' اور اپنے نظریہ فن سے محبت کرنے والا شاعر تھا۔ اور یہ اسی محبت میں طرز احساس کی نزاکت تھی کہ جہاں نظریئے کا سوال آ گیا اس نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ کوئی مصلحت اور کسی بھی نوع کی مصلحت اس کے آڑے نہ آ سکی۔ اس نے کہا تھا کہ'

کوئی عزیز نہیں ماسوائے ذات ہمیں
اگر ہوا ہے تو یوں جیسے زندگانی ہوئی

عبید اللہ علیم بلاشبہ محبت کا شاعر تھا۔ وہ زندگی کے ہمہ جہت پہلوؤں کو محبتوں ہی کے حوالے سے دیکھتا تھا۔ وہ زندگی کے تخلیقی پہلو کو انکشاف ذات سے تعبیر کرتا تھا بالکل اس طرح جس طرح روحوں میں رچ بس جانے والی خوشبو گلاب کے پھول کا انکشاف ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خوشبو فضاؤں میں گھلتی رہتی ہے۔ آپ چاہیں تو اس کے شریک ہو جائیں۔ گلاب کی خوشبو آپ کی نیازمند نہیں۔ مگر گلاب کا پودا فطرت کا اور آپ کا نیازمند ہے کہ اسے اگنے کے لئے زمین پانی اور روشنی بہرحال چاہیئے۔"

اعزاز احمد آذر مزید لکھتے ہیں'

"میں نے دیکھا کہ وہ سامعین کے لئے ترتیب دی گئی کرسیوں میں پیچھے ایک کونے میں اکیلا بیٹھا ہے۔ جبکہ باقی شعرائے کرام اندر ٹھنڈے کمرے میں گپ شپ کر رہے تھے۔ میں نے اسے کہا بھی کہ' "کونج اپنی ڈار کے ساتھ ہی اچھی لگتی ہے" مگر وہ ہنس کے ٹال گیا۔ وہ دراصل لئے دیئے رہنے والا انسان اور ہمیشہ اپنی فکر میں کھویا ہوا شاعر تھا۔

چھلک نہ جاؤں کہیں میں وجود سے اپنے
ہنر دیا ہے تو پھر ظرفِ کبریائی دے"

اور اپنے کالم کے آخر میں اعزاز احمد آذر لکھتے ہیں۔

"خدا معلوم موت کس اٹل حقیقت کے روپ میں ہمہ وقت اس کے فکر و خیال کا مرکز بنی رہتی تھی۔ علیم نے بے شمار ایسے شعر کہے جس میں اس آفاقی سچائی کو مختلف روپوں میں پیش کیا ہے۔ وہ زندگی کے حیات آمیز اور حیات آموز رویوں سے محبت کرنے والا فنکار تھا۔ وہ کائنات کی بے رحم سچائیوں میں سے جمالیات کشید کر لینے والا شاعر تھا۔ وہ محفلوں میں چپ چپ رہتا تھا مگر اس کی خاموشی بولتی تھی۔ وہ ایک ایسا خلا چھوڑ گیا ہے جو کبھی پر نہ ہو گا۔ اس نے اپنی شاعری کے حوالے سے زندگی سے پیار کیا مگر موت کو بھی وہ قابل نفرت نہیں جانتا تھا۔

غم ہوا ایسا کہ سارے حرف گونگے ہو گئے
بے نوا ایسے نہ تھے ہم بے زباں ایسے نہ تھے
دل تو کیا یہ آسماں کی بھی زباں سنتے نہیں
اب جو میرے ہم زباں ہیں رفتگاں ایسے نہ تھے
اب تو دل گرتی ہوئی دیوار کا سایہ سا ہے
ہم شکستہ جاں بہت تھے ناتواں ایسے نہ تھے
خواب کیا ٹوٹا کہ آنکھیں زخم ہو کر رہ گئیں
ان لہو آنکھوں کے منظر رائیگاں ایسے نہ تھے
جانیئے کیا اور باقی دیکھنے کو ہے ابھی
رت جگے تھے خواب تھے جن کے زیاں ایسے نہ تھے

مظفر منصور

ہوا کے دوش پہ رکھے ہوئے چراغ ہیں ہم
جو بجھ گئے تو ہوا سے شکایتیں کیسی

(روزنامہ نوائے وقت 22- مئی 1998ء)

عبید اللہ علیم کی دوستیاں دشمنیاں بے تکلفیاں اس کی زندگی کا ایک عجیب رخ تھیں۔ وہ شاعر تھا لہٰذا لاابالی پن بھی اس کی زندگی کا حصہ رہا۔ اور جب وہ زندگی میں سنجیدہ ہوا تو اس نے ایسی ایسی رفعتوں کو پا لیا کہ زندگی آج بھی اس پر رشک کرتی ہے۔

تاہم عبید اللہ علیم کی بے تکلیفوں کے زمانے کے ایک دوست جناب نذیر ناجی کی تحریر کا ایک ٹکڑا ملاحظہ ہو۔ نذیر ناجی روزنامہ جنگ کے کالم نگار ہونے کے ساتھ ساتھ آج اکیڈیمی آف لیٹرز کے چیئرمین بھی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں'

"دل نہیں مانتا کہ اسے مرحوم تسلیم کروں۔ وہ عجیب لاابالی انسان تھا۔ یکساں تعلقات رکھنے کے قابل ہی نہیں تھا۔ لڑنا' پیار کرنا' روٹھنا' اور منائے جانے کے لئے کن انکھیوں سے دیکھتے رہنا اس کی چند ادائیں تھیں۔"

نذیر ناجی لکھتے ہیں'

"اس نے مر کے اچھا نہیں کیا۔ مرنے والوں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ علیم مجھے یہ محرومی دے گیا ہے۔ اب میرا اس سے کیا واسطہ...... میرے لئے تو وہ لڑنے' روٹھنے' پیار کرنے اور والہانہ انداز میں گلے ملنے والا آدمی تھا۔ جب یہی چیزیں نہ رہیں تو پھر مجھے کیا۔

(روزنامہ جنگ لاہور 20- مئی 1998ء)

اہلِ دل ماتم کناں ہیں چل بسا بیمارِ دل
لے گیا بیمار دل کو آخرش آزارِ دل
شاعری اس کی نہیں تھی محض لفظوں کا طلسم
جان تھی اس میں تو تھا اس شخص کا کردار دل
اس کا دل تھا یا کہ "اک ویراں سرائے کا دیا"
روشنی کرتا رہا دنیا میں از ایثارِ دل

راجہ نذیر احمد ظفر

چھیتی مر گیا رانجھا شہر کراچی دا
کوڑیاں گلاں جر جاندے تے چنگا سی
یار منیب! علیم وی تیرا بیلی سی
شہر کراچی پھر جاندے تے چنگا سی

احمد منیب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک ہی تو عبیداللہ علیم ہے

حافظ عبدالحلیم مربی سلسلہ لکھتے ہیں:-

علیم صاحب بہت بڑے شاعر تھے۔ روایتی شاعروں کی طرح ان کا محبوب فرضی نہ تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ ان کا فنی سفر ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" کی حدود سے نکل کر عشق حقیقی کا روپ دھار چکا تھا۔ اس لئے کہ انہیں امامت سے عشق تھا۔ اپنے شعروں میں برملا اس کا اظہار کیا کرتے تھے۔

نوروں نہلائے ہوئے قامتِ گلزار کے پاس
اک عجب چھاؤں میں ہم بیٹھے رہے یار کے پاس

بلا شبہ دنیوی جھمیلوں سے نکلنے کا باعث یہ امامت سے عشق ہی تھا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث سے ملاقات ہوئی۔ دیدار نصیب ہوا۔ ایسی محویت اور وارفتگی طاری ہوئی کہ پھر وہی ملاقات سرمایہ حیات بنی رہی۔

میں بھی رہا ہوں خلوت جاناں میں ایک شام
وہ خواب تھا یا واقعی میں خوش نصیب تھا

یہ خزاں کا پیڑ اس خلوت جاناں کی بدولت بہت بابرگ وبار ہوا۔ دربار امامت میں "کرسی" ملتی تھی۔ حضرت امام جماعت الثالث ان کا کلام بہت پسند فرماتے خصوصاً وہ جو نظم زبان زد خاص وعام ہے۔

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے

دور امامت رابعہ میں تو ان کے اس کلام کو اس شان سے پذیرائی ملی کہ عبیداللہ علیم نہال ہو گئے۔ مختلف مشاعروں میں بار ہا ان سے یہ نظم سنی جاتی۔ تحت بھی پڑھتے اور ترنم سے بھی۔ مگر یہ نظم ہمیشہ ترنم سے ہی سنایا کرتے۔ آواز میں وہ سوز و گداز ہوتا کہ وقت تھم جاتا۔ سامعین پر عجیب وارفتگی طاری ہو جاتی۔ بڑے بڑے شعراء کے جلو میں بھی انہیں پڑھتے دیکھا مگر ان کا انداز اپنا تھا۔

اگر میں کہوں کہ مشاعروں پر راج کرتے تھے تو شاید غلط نہ ہو گا انداز جدا، نرالا اور مسحور کن ہوتا تھا۔ شعر بڑے زور دار انداز میں پڑھتے تھے۔ اشعار میں جب امامت سے محبت وعقیدت کا ذکر ہوتا تو جذبہ عشق و محبت عروج پر ہوتا۔ مجلس متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتی۔ ہجر کے ماروں کی آنکھیں نم ہو جاتیں۔ قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے کہ ائمہ جماعت سے خاصا قرب میسر رہا۔ جس طرح علیم صاحب کو ائمہ سے عقیدت و محبت تھی اس کے جواب میں ائمہ جماعت سے بھی پیہم نوازشات ملتی رہیں۔

ایک دفعہ آپ لندن میں تھے۔ بیمار ہو گئے۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ عیادت کے لئے خود تشریف لائے۔ اس خوش نصیبی پر بہت عمدہ شعر کہا،

یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے
چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

ربوہ سے جب آپ کی بیماری کی اطلاع حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی گئی تو حضرت صاحب نے اپنے گرامی نامہ محررہ 98-4-2 میں تحریر فرمایا

"آپ جانتے ہیں مجھے آپ سے کیسی دلی محبت ہے اور آپ کی یگانہ فنی صلاحیتوں کا کس قدر دل سے مداح ہوں۔ نظم و نثر میں اس سارے زمانے میں بس ایک ہی تو عبیداللہ علیم ہے۔"

احمدی ہونے کے جرم میں پی ٹی وی کی ملازمت جاتی رہی۔ مگر ثابت قدم رہے۔ خدا نے کس شان سے قبول فرمایا کہ ایم ٹی اے پر چھا گئے۔ ایک ملک کیا، گلوبل بیم کے ذریعے ساری دنیا میں دیکھے اور سنے گئے۔ اور پھر یہ اعزاز کہ لندن میں ہونے والے مشاعروں میں ان کی عزت افزائی کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع خود بنفس نفیس تشریف لاتے۔ وہ کیفیت دیدنی ہوتی۔ علیم صاحب حضرت صاحب کی طرف دیکھ دیکھ کر شعر پڑھتے۔

نوروں نہلائے ہوئے قامتِ گلزار کے پاس

خوب کھل کر اظہار محبت وعقیدت کرتے اور حضرت صاحب بھی ان کی ان اداؤں کے جواب میں شفقت فرماتے اور زیرِلب تبسم فرماتے۔ بعض دفعہ فقروں کا تبادلہ بھی ہوتا۔ بات سے بات نکلتی اور مجلس کشتِ زعفران بن جاتی۔ حضرت صاحب کی شفقت بے پایاں سے انگلینڈ میں مختلف جگہوں پر مشاعرے ہوئے۔ آپ کے اعزاز میں جرمنی میں بھی مشاعرے ہوئے جو ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا بھر میں نشر ہوئے وہی معاملہ ٹھہرا

کو بکو پھیل گئی بات شناسائی کی
اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی

احمدیت کے چمن کی اس سدا بہار کلی کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ اپنے پرائے سبھی گرویدہ تھے۔ آج یہ وجود ہم میں نہیں۔ مگر ان کی یاد ہمیشہ قائم رہے گی۔ ان کا کلام زندہ رہے گا۔ اللہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ انہی کے شعر پر اختتام کرتا ہوں

تیرا سایہ رہے سر پر تو کسی حشر کی دھوپ
سرد پڑ جائے جو آئے بھی گنہگار کے پاس

☆......☆......☆......☆

وہ بیت الذکر جانے کی اجازت مانگ رہے تھے

محترم صوفی محمد اسحاق صاحب لکھتے ہیں۔

عبیداللہ علیم صاحب کا چوڑا چہرہ، گھنی متشرعانہ داڑھی، آپ کو دیکھ کر مجھے مشہور فارسی شاعر شیخ سعدی شیرازی یاد آ گئے۔ ایک دن میں نے جرات کر کے انہیں اس خطاب سے نواز ہی دیا۔ اور انہیں کہا کہ آپ تو شیخ سعدی شیرازی لگتے ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے مجھے نہایت محبت سے گلے لگا لیا۔ اس کے بعد جب بھی میں نے انہیں اس خطاب سے مخاطب کیا وہ ہمیشہ ہی محبت سے مجھے اپنے گلے لگاتے رہے۔

ربوہ میں بیمار ہوئے عیادت کے لئے دار الضیافت حاضر ہوا۔ جب میں ان کے کمرے میں داخل ہوا تو فوراً کہنے لگے آپ کو تو خدا یہاں لایا ہے۔ میں حیران ہوا! کہ یہ کیا بات ہے؟ کہنے لگے ہم دعا کرنا چاہتے تھے اور سوچ رہے تھے کہ دعا کے لئے کس کو کہیں۔ کہ آپ تشریف لے آئے۔ اس لئے اب آپ ہی دعا کرائیں۔ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب وہاں موجود تھے۔ میں نے اجتماعی دعا کروائی اور پھر ان کی بیماری کے پیش نظر جلد ان سے رخصت لی روانگی سے قبل میں نے دیکھا کہ وہ مکرم ڈاکٹر صاحب سے پوچھ رہے تھے کہ کیا میں نماز کے لئے قریبی بیت الذکر محمود میں جا سکتا ہوں۔ لیکن ان کی صحت کے پیش نظر ان کو اجازت نہ مل سکی۔ سبحان اللہ آپ کو اپنی بیماری کے باوجود نماز باجماعت کا کس قدر شوق تھا۔ یہ ان کے اعلیٰ ایمان کا کیسا عمدہ ثبوت ہے۔

مجھے آپ کا یہ شعر بہت ہی پسند ہے۔

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایا دے وہ سچا سایا گھر میں ہے

وفا کے عہد کو جاں سے نبھا گیا اک شخص
گلے سے موت کو ہنس کر لگا گیا اک شخص
جدا وہ چاند سا چہرہ، ستارہ سی آنکھیں
عجب قیامتیں، قامت سے ڈھا گیا اک شخص
بدن دریدہ لئے، چشم آبدیدہ لئے
فگار ہاتھوں سے گلشن سجا گیا اک شخص
دعا کہ اس پر خدا کی ہزار رحمت ہو
بلایا جیسے، حضور اس کے آ گیا اک شخص

سید ناصر احمد

کچھ عشق تھا کچھ مجبوری تھی سو میں نے جیون وار دیا
میں کیسا زندہ آدمی تھا اِک شخص نے مجھ کو مار دیا

اِک سبز شاخ گلاب کی تھا اِک دنیا اپنے خواب کی تھا
وہ ایک بہار جو آئی نہیں اُس کے لئے سب کچھ ہار دیا

یہ سجا سجایا گھر ساتھی مری ذات نہیں مرا حال نہیں
اے کاش کبھی تم جان سکو جو اس سُکھ نے آزار دیا

میں کھُلی ہوئی اِک سچّائی مجھے جاننے والے جانتے ہیں
میں نے کن لوگوں سے نفرت کی اور کن لوگوں کو پیار دیا

وہ عشق بہت مشکل تھا مگر آسان نہ تھا یُوں جینا بھی
اُس عشق نے زندہ رہنے کا مجھے ظرف دیا پندار دیا

مَیں روتا ہوں اور آسمان سے تارے ٹوٹتے دیکھتا ہوں
ان لوگوں پر جن لوگوں نے مرے لوگوں کو آزار دیا

مرے بچّوں کو اللہ رکھے ان تازہ ہوا کے جھونکوں نے
میں خشک پیڑ خزاں کا تھا مجھے کیسا برگ و بار دیا

عبیداللہ علیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا محمد اقبال

قسط دوم آخر

ایک درویش اور عادل بادشاہ

اورنگ زیب عالمگیر کے حالات اور خدمات

(8) سب سے بڑا کارنامہ عالمگیر کا عدل و انصاف ہے۔ جس میں عزیز و بیگانہ 'غریب و امیر' دوست و دشمن کی تمیز نہ تھی۔ ایک رقعہ میں وہ خود لکھتا ہے کہ "معاملات انصاف میں شاہزادوں کو بھی عام آدمیوں کے برابر سمجھتا ہوں" یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ غیروں نے بھی اس کی تصدیق کی ہے لین پول اور ڈاکٹر جیلی کارپری جنہوں نے اورنگ زیب کو دکن میں 1695ء میں دیکھا تھا اس کا چال چلن بیان کیا ہے۔

(9) بادشاہ پرستی کو مٹانا۔ اس کا رواج اکبر کے زمانہ سے تھا۔ اس کی زیارت عبادت تھی ہر روز صبح کے وقت ایک گروہ کثیر یہ عبادت بجالاتا تھا۔ دربار میں اعلانیہ سجدہ کیا جاتا تھا۔ شاہجہاں نے بند کیا لیکن زمین بوس قائم کیا۔ عالمگیر نے اس کو قطعاً موقوف کردیا۔

(10) شاعری کے عہدے کی تخفیف' پہلے سلاطین کے دربار میں شعراء مقرر تھے جن کی بڑی بڑی تنخواہیں ہوتی تھیں اور ایک شخص ان کا افسر ہوتا تھا یعنی ملک الشعراء عالمگیر نے اس صیغہ کو سرے سے بند کردیا۔

(11) تکلفاتِ سلطنت کا ہٹانا۔ عالمگیر نے حکم دیا کہ لوگ معمولاً السلام علیکم کہا کریں۔ (اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر ص 157)

(12) جیب خاص کے مصارف کا کم کرنا۔ سلاطین سابق کے زمانہ میں بادشاہ کی جیب کے لئے کروڑوں روپے آمدنی کے علاقے مخصوص ہوتے تھے۔ عالمگیر نے چند گاؤں اپنے مصارف کے لئے مخصوص کر لئے تھے باقی کو بیت المال قرار دیا۔ اس کی زندگی بالکل سادی اور زاہدانہ تھی۔ ٹوربنر نے اس کو 1665ء میں دیکھا تھا۔ وہ لکھتا ہے۔

"نحیف و زار ہو گیا تھا اور اس لاغری میں اس کی روزہ داری نے اور اضافہ کردیا تھا۔"

(ماثر عالمگیری ص 925)

لین پول لکھتا ہے۔

"اورنگ زیب فرصت کے وقت کلاہیں بنایا کرتا تھا" کلاہوں کا بنانا یقینی ہو یا نہیں لیکن اس قدر یقینی ہے کہ عالمگیر خود اپنے ہاتھ کی محنت سے اپنی خوراک بہم پہنچاتا تھا اور یہ سب باتیں اس طرز عمل کے مٹانے کے لئے تھیں

(اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر ص 158)

(13) عالمگیر نے تعلیم اور درس و تدریس کو جس قدر ترقی دی تھی ہندوستان میں کبھی کسی عہد میں تعلیمات کو ترقی نہیں ہوئی تھی۔ ہر شہر اور قصبہ میں تمام علماء اور فضلاء کے وظائف اور روزینے مقرر تھے طلباء کے لئے بھی ہر جگہ وظائف مقرر تھے۔

(14) عالمگیر نے دربار میں زیور پہننے۔ سجدہ کرنے اور ہندوؤں کو لڑکیاں دینے سے منع کیا۔

(15) تبدیلی سنہ عالمگیر نے 1660ء میں یعنی اقتدار پر آنے کے ایک سال بعد سنہ شمسی کو جو پارسیوں کی تقلید میں قائم کیا گیا تھا قمری سے بدل دیا۔ علاوہ ازیں درشن کے طریقہ کو بند کیا۔ سلام علیک کا طریق رائج کیا۔ گانا بجانا بند کیا۔ احتساب کا محکمہ قائم کیا۔ مساجد کا انتظام نہایت عمدگی سے کیا۔ امام موذن اور خطیب کی تنخواہیں مقرر کیں۔

فتاویٰ عالمگیری عالمگیر نے سب سے مقدم کام یہ کیا کہ شرعی مقدمات کے فیصلہ کے لئے کوئی ایسی جامع و مانع فقہ کی کتاب موجود نہ تھی۔ یہ کتاب کئی برس کی لگاتار محنت کے بعد علماء نے تیار کی۔ جو آج فتاویٰ عالمگیری کے نام سے مشہور ہے۔ عرب و روم میں فتاویٰ ہندیہ کہلاتی ہے۔

تعلیم دینیات۔ فقہ اور حدیث کی تعلیم کو نہایت رواج دیا۔ ایک ایک قصبہ میں مذہبی علماء علوم مذہبی کے درس و تدریس میں مشغول تھے سب کو سرکار سے وظائف ملتے تھے۔ وہ خود بھی اوامر و نواہی کا نہایت پابند تھا۔ عیش و نشاط کی مجالس میں کبھی شریک نہیں ہوا۔

ذاتی اوصاف تیمور کے خون میں سب سے پہلے شجاعت کی گرمی کا اثر ڈھونڈنا چاہئے عالمگیر اسی وراثت میں سب سے بڑا حصہ دار ہے۔ تیمور کی نسل بابر سے شاہجہان تک شجاعت اور بہادری کا مرقع ہے جس میں ایک دوسرے سے ممتاز نظر نہیں آسکتا۔ اکبر مست ہاتھیوں کو عین لڑنے کی حالت میں سونڈ پکڑ کر پیچھے ہٹا دیتا تھا۔ شاہجہاں نے شہزادگی میں تلوار سے شیر مارا ہے لیکن عالمگیر کے خط و خال اس موقع پر نمایاں تر ہیں وہ جب 14 برس کا تھا تو ایک موقع پر جب شاہجہاں ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا ایک ہاتھی فوج کی طرف ٹوٹ پڑا۔ اور مطلع صاف تھا لیکن عالمگیر پہاڑ کی طرح اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ہاتھی سے معرکہ آراء ہوا۔ ہاتھی نے اس کے گھوڑے کو سونڈ میں پکڑ کر دور پھینک دیا۔ عالمگیر لوٹ پوٹ ہو کر اٹھا اور بڑھ کر ہاتھی پر تلوار ماری۔ شاہجہاں یہ ردوبدل دیکھ رہا تھا ہاتھی ہٹا تو عالمگیر کو بلا کر سینہ سے لپٹا لیا اور اس پر موتی اور روپے نچھاور کئے۔

(ایضاً 164-165)

صلہ رحمی ماثر عالمگیری میں لکھا ہے کہ 1083ھ میں عالمگیر بقرعید کی نماز کو جا رہا تھا واپسی پر ایک شخص نے لکڑی پھینک کر ماری جو اس کے زانو پر آکر لگی۔ گرز بردار اس کو گرفتار کر کے لائے تو کہا کہ چھوڑ دو۔ اسی طرح یہ واقعہ بھی درج ہے کہ 1101ھ میں جب وہ جامع مسجد سے واپس آرہا تھا کہ ایک شخص تلوار سونتے اس کی طرف دوڑا لوگوں نے گرفتار کرلیا اور قتل کر دینا چاہا۔ عالمگیر نے روکا اور آٹھ آنہ یومیہ اس کا روزینہ مقرر کر دیا۔ یہ واقعہ کسی اور

باقی صفحہ 7 پر

رپورٹ محترم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صدر کمیٹی مرکز عطیہ خون ربوہ

مرکز عطیہ خون - ربوہ

دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنے کی کوشش کرنا جماعت احمدیہ کا شعار رہا ہے۔ انسانی ہمدردی کے اسی جذبہ کے تحت ضرورت مند افراد کو اپنے جسم کا خون مہیا کرنا ایک نہایت گراں قدر خدمت ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ نوجوانوں میں اسی جذبہ کو اجاگر کرتے ہوئے بلا امتیاز ہر ضرورت مند شخص کی ضرورت پوری کرنے کی ہمیشہ تحریک اور جدوجہد کرتی رہی ہے۔ اور احمدی نوجوان خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں کئی لحاظ سے شاندار خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ خون کا عطیہ پیش کرنے کے لئے بیشتر صحت مند خدام ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ کچھ خدام شعبہ خدمت خلق کے تحت خدام کی بلڈ گروپنگ کرنے میں تعاون کرتے ہیں تو بعض خدام گروپنگ کے بعد تمام کوائف کو محفوظ Up to Date رکھنے کے لئے کام کرتے ہیں۔ بعض خدام ضرورت پڑنے پر ان کوائف کی مدد سے موزوں خدام کی تلاش اور عطیہ خون کے لئے ضروری تیاری میں مدد دیتے ہیں۔ پھر کچھ خدام عطیہ خون سے پہلے ضروری ٹیسٹوں اور دیگر امور کی انجام دہی میں خدمت کی توفیق پاتے ہیں۔ غرض خدام احمدیت کی ایک بہت بڑی تعداد اس خدمت کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتی ہے۔

مرکز سلسلہ اور اس کے گردونواح میں اس کام کی وسعت کے پیش نظر اس خدمت کو منظم کرنے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے جولائی 1994ء کو احاطہ بیت المہدی گولبازار ربوہ میں "مرکز عطیہ خون" قائم کیا۔ یہاں تمام ضروری آلات اور دیگر سامان کے ساتھ ساتھ ٹیلی فون کی سہولت بھی مہیا کی گئی۔ تجربہ کار لیبارٹری ٹیکنیشنز کی خدمات حاصل کی گئیں۔ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے اجتماعی دعا سے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس کے قیام پر پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے اظہار خوشنودی پر مشتمل ایک خط محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے نام موصول ہوا جس میں حضرت صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"بلڈ بینک کھولنے کی مساعی قابل ستائش ہے۔ الحمدللہ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ خدام کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق بخشے اور فضل عمر ہسپتال کے مریض اس کام سے فائدہ اٹھائیں۔ تمام کارکنان کو سلام"

اس مرکز کے بہتر انتظام کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جو کہ مرکز عطیہ خون کے جملہ انتظامات کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے باحسن انجام دہی کی توفیق پاتی ہے۔ مکرم ڈاکٹر سمیع الاحمد صاحب اس کمیٹی کے سیکرٹری ہیں۔ وہ اور مکرم ڈاکٹر طاہر محمود صاحب بلڈ ٹرانسفیوژن آفیسر کے فرائض بھی سرانجام دیتے ہیں۔ جب کہ ایڈیشنل ناظم خدمت خلق مجلس مقامی ربوہ مکرم انوار احمد خان صاحب اور ان کے معاونین مریضوں اور خدام سے رابطہ کا بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ انتظامی معاملات کی انجام دہی میں مکرم قدرت اللہ چیمہ صاحب اور مکرم سفیر احمد صاحب نمایاں خدمات بجالا رہے ہیں۔

مرکز عطیہ خون میں خون کا عطیہ پیش کرنے والے تمام افراد کی فری بلڈ گروپنگ کی جاتی ہے۔ خون کا عطیہ پیش کرنے سے پہلے ڈونر کے ضروری ٹیسٹوں کا انتظام بھی ہے تاکہ کسی بیماری وغیرہ کی صورت میں نہ تو ڈونر کو کوئی تکلیف ہو نہ ہی وہ بیمار خون بلڈ بینک میں رکھا جائے اور نہ ہی وہ کسی مریض کے لئے استعمال ہو سکے۔ خدام کی بلڈ گروپنگ کرنے کے لئے محلہ جات میں بھی کیمپس منعقد کئے جاتے رہے ہیں اور ان کا ریکارڈ مرکز عطیہ خون میں Up to Date رکھنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ غیر ضروری طور پر حتی الوسع خدام کو Bleed کروانے سے بچایا جاتا ہے تاکہ Fresh Blood مہیا ہوتے رہیں اور نہایت قیمتی خون کا کوئی ایک بیگ بھی ضائع نہ ہونے پائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے اپنے قیام کے بعد سے اپریل 1998ء تک مرکز عطیہ خون کے ذریعہ کل 1891 ضرورت مند افراد کی خون کی ضرورت پوری کی گئی ہے۔ ان میں سے 791 افراد غیر از جماعت تھے۔ 52 افراد کو Blood Bags بھی بازار سے خرید کر مفت مہیا کئے گئے۔ 1264 خدام اور 12 دیگر افراد نے رضاکارانہ طور پر اپنے خون کا عطیہ پیش کیا۔ 270 خدام اور 354 دیگر افراد نے Exchange کی بنیا پر خون کا عطیہ دیا۔ اس عرصہ کے دوران 1277 خدام کی بلڈ گروپنگ مفت کی گئی۔ ضرورت پیش آنے پر بیرونی ہسپتالوں میں 260 بلڈ بیگز یا رضاکار خدام کو بھجوایا گیا۔ بیت المہدی میں ہونے والے بم دھماکہ' متعدد حادثات اور دیگر ہنگامی مواقع پر مرکز عطیہ خون کے پلیٹ فارم سے نہ صرف عطیہ خون کی فوری فراہمی بلکہ ضرورت مندوں کی خدمت کے دیگر کاموں کو بھی نہایت منظم طریق سے سرانجام دیا گیا۔ خدمت خلق کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے۔ پہلے یہ مرکز عطیہ خون بیت المہدی گولبازار میں قائم کیا گیا تھا لیکن وہاں توسیعی منصوبہ کے پیش نظر اس وقت یہ مرکز عارضی طور پر گول بازار ہی میں فضل عمر ہسپتال کے قریب ایک کرائے کی عمارت میں کام کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کا یہ ذریعہ روز افزوں ترقی کی منازل طے کرتا ہے اور ضرورت مند افراد کو ہر رنگ میں فوری خدمت کا یہ ایک مثالی مرکز بن جائے۔ تمام کارکنان اور عطیہ خون پیش کرنے والے جملہ افراد کو اپنی رضا سے نوازے اور ہم سب کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم محمد محسن صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ دل کے والو بند ہونے کے عارضہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے عرصہ تین چار سال سے بیمار ہیں آج کل طبیعت زیادہ خراب ہونے کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم قمر حمید بھٹی عمر 17 سال طالب علم ایف ایس سی ولد عبدالحمید بھٹی صاحب عابد کالونی ڈیفنس روڈ لاہور کا دل میں سوراخ ہونے کی وجہ سے آپریشن تجویز ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو شفا عطا فرمائے۔

اعلان برائے لجنات

○ 1۔ مقالہ جات دفتر لجنہ پاکستان میں جمع کروانے کی مقررہ تاریخ 16۔ اگست 1998ء ہے۔

عنوانات درج ذیل ہیں۔

1۔ اسلام میں عورت کا مقام

2۔ فضائل قرآن مجید

2۔ پہلا پارہ لفظی ترجمہ کے ساتھ (مقرر کردہ نظارت تعلیم القرآن) پورے سال میں 100 فی صد ممبرات کو ذہن نشین کروائیں۔ اس پر عمل درآمد "منصوبہ ٹیچرز ٹریننگ" کے مطابق کیا جائے۔

3۔ سہ ماہی نصاب 100 فی صد ممبرات کو ذہن نشین کروانے کی کوشش کریں۔

(سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ پاکستان)

تلاش گمشدہ

○ مکرمہ ثریا بی بی صاحبہ زوجہ رانا طاہر احمد صاحب محلہ دارالیمن غربی کا طلائی کانٹا باب الابواب کے راستہ سے بازار آتے ہوئے گم ہو گیا ہے۔ اگر کسی صاحب کو ملے تو وہ دفتر صدر عمومی میں پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

(صدر عمومی)

سانحہ ارتحال

○ مکرم سہیل احمد قمر صاحب مقیم جرمنی کا چھوٹا بیٹا آفتاب قیصر بعمر 10 ماہ بعارضہ قلب وفات پا گیا ہے۔ بچہ عبدالخالق صاحب دفتر محاسب (محلہ دارالعلوم وسطی ربوہ) کا پوتا تھا۔ بچہ پیدائش ہی سے دل کا مریض تھا۔ احباب کرام سے والدین کے لئے صبر جمیل اور نعم البدل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترم کرنل ڈاکٹر صفی الرحمٰن صاحب AFIC راولپنڈی میں 31۔ مئی 1998ء کو رات 9 بج کر 35 منٹ پر وفات پا گئے۔ آپ کی عمر ساڑھے انہتر سال تھی۔ آپ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی رفیق حضرت بانی سلسلہ کے پوتے تھے۔ نماز جنازہ یکم جون 98ء صبح سوا چھ بجے مربی سلسلہ مکرم عبدالرشید تبسم صاحب نے پڑھائی۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ضروری اعلان

○ نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں محکمہ مال کے ریٹائرڈ شدہ ایک کارکن کی ضرورت ہے۔ جس نے کم از کم پٹوار کورس پاس کیا ہو صحت اچھی ہو۔ اور محنتی ہوں۔ میٹرک پاس کو ترجیح دی جائے گی خواہش مند احباب صدر جماعت کی معرفت درخواست بھجوائیں۔

(ناظم جائیداد)

ہائیکنگ کا شوق رکھنے والے خدام توجہ کریں

○ خدام الاحمدیہ کے تحت 20۔ جون سے ہائیکنگ کے پروگرام شروع کئے جا رہے ہیں دلچسپی رکھنے والے خدام خاکسار سے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

شبیر احمد ثاقب — گھر۔ 213089

انچارج ہائیکنگ کلب — دفتر۔ 212349

وضاحت

○ روزنامہ الفضل 21۔ مئی 1998ء ص 4 پر کیپٹن ڈگلس کے بارے میں شائع شدہ مضمون میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کی جناب ڈگلس سے ملاقات کا ذکر ہے۔ یہ شیخ مبارک احمد صاحب محترم شیخ محبوب عالم خالد صاحب ناظر مال آمد کے چھوٹے بھائی ہیں اور لمبے عرصے سے لندن میں قیام پذیر ہیں۔ ان کے والد محترم کا نام غلط شائع ہوا ہے۔ درست نام خان صاحب فرزند علی خان صاحب ہے۔

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مربی سلسلہ سابق امام بیت الفضل لندن و سابق رئیس المربیان مشرقی افریقہ کا یہاں پر ذکر نہیں ہے۔

(ادارہ)

بقیہ صفحہ 2

اس قربانی کو قبول فرمایا۔ آپ نے قبول فرمایا اور اللہ کی محبت کی نظر نے بھی قبول فرمایا۔ اور آج اس قربانی ہی کا ایک پھل ہے کہ ہم اس کی شیرینی سے لذت یاب ہو رہے ہیں۔

بہت عرصہ پہلے مجھے سپین آنے کا موقع ملا اور میں نے اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ دیکھا جو ہمیشہ کے لئے میرے دل پہ نقش ہو گیا۔ ایک معمولی چھوٹی سی ریڑھی تھی جس پر خود عطر بنا کر، وہ عطر بیچ کر اپنا گزارہ بھی کرتے تھے اور (دعوت الی اللہ) کا کام بھی کرتے تھے۔ 1957ء کی یہ بات ہے مجھے اور برادرم عزیزم میر محمود احمد صاحب کو یہاں آنے کا موقع ملا۔ وہ ایسی ریڑھی تھی جس کو بعض دفعہ رکھنے کی جگہ بھی میسر نہیں آتی تھی دشمنوں کو پتہ چلتا تھا تو اس کو توڑ جاتے تھے۔ بعض رحمدل دوکاندار بعض دفعہ ان کو جگہ دے دیتے تھے۔ پھر کچھ دیر کے بعد وہ جگہ چھوڑ کر کوئی اور جگہ تلاش کرنی پڑتی تھی۔ دعوت الی اللہ کا طریق یہ تھا کہ وہی عطر بیچ کر اپنا گزارہ بھی کرتے تھے اور اس سے بچی ہوئی رقم، اپنی طرف سے، وہ لٹریچر کے لئے پیش کیا کرتے تھے۔ ایسے وقت بھی آئے جب کہ ان کے گھر پر بھی حملے ہوئے۔ وہ جو بورڈ لگا ہوا تھا اس کے اوپر پتھروں کے نشان ہم نے خود دیکھے۔ چھپ چھپ کر اصحاب کہف کی طرح وہ ابتدائی احمدی، جنہوں نے ان مخالفانہ حالات میں احمدیت کو (۔) کو قبول کیا، وہ اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ دشمن مخبری کرتے تھے۔ لوگ حملہ کر کے آتے تھے اور وہ بڑی مصیبت اور مشکل سے اپنی عزتیں اور جانیں بچاتے تھے۔ عطر کے ساتھ انہوں نے ایک چھوٹا سا سپرے پمپ رکھا ہوا تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ دیکھو! اس طرح (دعوت الی اللہ) کرتا ہوں۔ پمپ سے سپرے کرتے تھے اور کچھ لوگ اکٹھے ہو جاتے تھے شوق اور تعجب میں مشرقی قسم کی خوشبو سے ویسے بھی ایک خاص دلچسپی پیدا ہو جاتی تھی۔ اور سپرے کرتے ہوئے اس وقت جو ہم نے نظارہ دیکھا وہ یہ تھا انہوں نے کہا کہ دیکھو! یہ کتنی اچھی خوشبو ہے۔ لیکن یہ خوشبو تو زیادہ دیر تمہارے ساتھ نہیں رہے گی۔ یہ تو کپڑوں میں میں رچ بس کے بھی آخر ڈھل کر ضائع ہو جائے گی ایک دو دن، چار دن کی بات ہے۔ میرے پاس ایک اور عطر بھی ہے

ایک ایسا عطر جس کی خوشبو لافانی ہے

وہ کبھی ختم نہیں ہو گی۔ اس دنیا میں بھی تمہارا ساتھ دے گی اور اس دنیا میں بھی تمہارا ساتھ دے گی۔ اگر چاہتے ہو کہ اس خوشبو سے متعلق مجھ سے کچھ معلومات حاصل کرو تو یہ میرا کارڈ ہے۔ جب چاہو آؤ مجھے ملو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ وہ خوشبو کیا ہے اور کیسے حاصل کی جاتی ہے؟ بہت سے لوگ وہ کارڈ لیتے تھے۔ کچھ عطر خرید کر الگ ہو جاتے تھے۔ اس طرح سے (دعوت الی اللہ) کے رستے نکلتے تھے۔

پس یہ ساری وہ قربانیاں ہیں جو اس موقع پر از خود مجھے یاد آ رہی ہیں اور میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت کو بھی ان سے آگاہ کروں اور اس طرف توجہ دلاؤں کہ اپنی دعاؤں میں ان کو نہ بھولیں۔

اس کے بعد فرمایا یہ وہ جذبہ ہے۔ یہ وہ روح ہے جو واقفین میں ہونی چاہئے اور ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس روح کو ہر واقف کے دل میں زندہ کر دے اور جگہ جگہ بستی بستی ہمیں اس قسم کی روح کے واقفین میسر ہوں کیونکہ کام بہت ہے اور آدمی تھوڑے ہیں۔ طاقت بہت کم ہے مقابل پر دشمنوں کی تعداد کیا اور ان کی مالی قوتیں کیا اور ان کی سیاسی قوتیں کیا۔ بے انتہا ایسی ناقابل عبور چوٹیاں نظر آتی ہیں پہاڑوں کی جن کا سر کرنا انسان کے بس میں نظر نہیں آتا۔

(الفضل 20 اکتوبر 1982ء)

10 ستمبر 1982ء کو سپین کی سرزمین پر قریباً ساڑھے سات سو سال کے بعد پہلی بیت الذکر تعمیر کرنے کی سعادت احمدیہ جماعت کے حصے میں آئی۔ جو پیدرو آباد کے مقام پر بنی۔ آج خدا کے فضل و کرم سے سپین میں جماعت احمدیہ کا مضبوط مشن قائم ہے۔

بقیہ صفحہ 6

بادشاہ کے ساتھ پیش آتا تو مجرم کے ٹکڑے اڑا دیئے گئے ہوتے۔

علامہ شبلی نعمانی عالمگیر کے اخلاق وعادات کے متعلق لکھتے ہیں کہ

عالمگیر کے عام اخلاق وعادات یہ تھے کہ نہایت سنجیدہ اور متین تھا۔ کبھی نامناسب لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔ نہایت رحیم اور وسیع الظرف تھا اہل کمال کا قدردان تھا۔ لوگوں سے نہایت اخلاق سے پیش آتا تھا۔ نہایت خشک زاہدانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ لہو ولعب کی باتوں سے قطعاً محترز تھا.... مزاج میں کفایت شعاری تھی۔ ان کے متعلق یہ کہنا بالکل مبالغہ ہو گا کہ وہ انسانی کمزوریوں سے پاک تھا۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے جو اس میں تھیں ہم تیموری سلاطین کی فہرست میں وہی درجہ اس کو دے سکتے ہیں جو اس کو ترتیب شمار کی رو سے حاصل تھا تاہم اسلامی دنیا میں اس کے بعد آج تک کوئی اس کے برابر شخص پیدا نہیں ہوا۔

(ایضاً صفحہ 172)

رعایا کی خدمت ڈاکٹر جیلی کارپری جس نے عالمگیر کو اٹھتر برس کی عمر میں دیکھا تھا وہ اس کی زندگی کا مقصد سلطنت کے جاہ و جلال شان و شوکت ناز و نعم کی بجائے صرف رعایا کی خدمت اور راحت رسانی قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

"وہ صاف و سفید ململ کی پوشاک پہنے ہوئے عصائے پیری کے سہارے امیروں کے جھرمٹ میں کھڑا ہوا تھا اور اس کی پگڑی میں بڑا ٹکڑا زمرد کا ٹنکا ہوا تھا۔ داد خواہوں کی عرضیاں لیتا جاتا تھا اور بلا عینک پڑھ کر خاص اپنے ہاتھ سے دستخط کرتا جاتا تھا اور اس کے ہشاش بشاش چہرے سے صاف مترشح تھا کہ وہ اپنی مصروفیت سے نہایت شاداں و فرحاں ہے۔ (اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر ص 152)

وفات اورنگ زیب نے 50 سال اور چند مہینے حکومت کرنے کے بعد 91 سال کی عمر میں 1707ء میں احمد نگر کے مقام پر انتقال کیا اور خلد آباد ضلع اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔

(انسائیکلوپیڈیا اردو ص 208)

☆......☆......☆......☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ 9 جون۔1998ء
درجہ حرارت کم از کم 28 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 40 درجے سنٹی گریڈ

عالمی خبریں

نائیجیریا کے فوجی سربراہ صدر ثانی اباچا اچانک انتقال کر گئے۔ ان کی عمر 54 سال تھی وہ 1993ء سے برسراقتدار تھے۔ سرکاری طور پر ان کی وفات کی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی۔ تاہم سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ وہ دل کے دورے سے ہلاک ہوئے۔ بظاہر کوئی شخص ان کا جانشین مقرر نہیں ہے۔ ان کو ان کے آبائی گاؤں کانو میں دفن کیا جائے گا۔

بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے پاکستانی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے اپیل کی ہے کہ وہ کشمیر سمیت پاک بھارت تمام تنازعات پر دو طرفہ بات چیت شروع کریں۔ بھارتی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نواز شریف صاحب آئیں مل کر تمام جھگڑے ماضی کی گرد میں گم کردیں۔ دلدل میں پھنس کر دیرینہ جھگڑوں کا غلام بننے کی بجائے ہمیں بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے مل کر سوچنا چاہئے۔

بھارتی وزیر دفاع جارج فرنینڈس نے کہا ہے کہ امریکہ دنیا کا پولیس مین بنا ہوا ہے ہم کشمیر میں "پراکسی" وار لڑ رہے ہیں یہ جنگ جاری رکھیں گے۔

حیدر آباد دکن (بھارت) فوج کے سپرد کر کے کرفیو لگا دیا گیا ہے۔ مزید دس مسلمان شہید کر دیئے گئے ہیں اسلام کے خلاف توہین آمیز پمفلٹ شائع کرنے پر مسلمانوں نے مظاہرہ کیا تو ہندوؤں نے ان پر آتشیں اسلحہ اور خنجروں سے حملہ کر دیا۔ موقع پر چھ مسلمان شہید اور 30 زخمی ہو گئے۔ ایک دن کے وقفہ کے بعد دو مسلمان مزید شہید کر دیئے گئے۔ متعدد مسلمانوں کے گھر جلا دیئے گئے۔

اسرائیل کے ایٹمی پروگرام پر مصر، بحرین اور متحدہ عرب امارات نے نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیل نے مشرق وسطیٰ میں طاقت کے توازن کو متاثر کیا ہے۔ بڑی طاقتوں کی حوصلہ افزائی نے اسرائیل کے جارحانہ عزائم کو تقویت دی ہے۔

روسی صدر یلسن جرمنی کے دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔

فلپائنی فوج نے مسلمانوں کے کیمپ پر حملہ کر کے 16۔ افراد ہلاک کر دیئے ہیں۔ لڑائی میں تین فوجی بھی مارے گئے۔

امریکی صدر کلنٹن کی طرف سے بھارت پر پابندیوں کے باوجود ایک امریکی فرم نے بھارت کو میزائل پروگرام کے لئے سامان فراہم کر دیا ہے۔

10 جون غروب آفتاب	7-16
11 جون طلوع آفتاب	4-59

امریکہ فرانس اور بعض دیگر ممالک میں ممنوع قرار دی جانے والی الرجی کی دوا Terfinidine پاکستان میں سرعام تیار اور فروخت ہو رہی ہے مختلف ناموں سے فروخت ہونے والی اس دوا کے استعمال سے دل کے امراض پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ دوسری دواؤں کے استعمال سے نیند آ جاتی ہے۔ جبکہ اس دوا سے کام متاثر نہیں ہوتے۔ صوبائی حکام نے کہا ہے کہ ادویات کی رجسٹریشن وفاقی وزارت صحت کے ذمہ ہے اس لئے ہم کوئی تبصرہ نہیں کر سکتے۔

☆......☆......☆......☆

ملکی خبریں

عالمی بینک اور پاکستان کو امداد اور قرضہ دینے والے مالیاتی اداروں نے پاکستان کے لئے 900 ملین روپے کی امداد اور قرضوں کے تمام معاہدے منسوخ کر دیئے ہیں۔ 16 بلین ڈالر کی منظور شدہ امداد کی بقیہ اقساط بھی منسوخ کر دی گئی ہیں۔ نئے اور پرانے معاہدے سب ختم کر دیئے ہیں 50 ہزار سرکاری ملازمین کو گولڈن ہینڈ شیک کے تحت فارغ کرنے کے لئے 150 ملین ڈالر کی امداد بھی نہیں ملے گی۔ نیز آئی ایم ایف نے مطالبہ کیا ہے کہ نئے بجٹ میں 60۔ ارب روپے کے ٹیکس لگائے جائیں۔

اقتصادی پابندیوں سے نمٹنے کے لئے اسلامی ممالک پاکستان کو 2۔ ارب ڈالر کی امداد دیں گے۔ سعودی عرب نے تیل کی فراہمی میں اضافہ کی یقین دہانی کرا دی ہے۔

وزیر اعظم میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ پابندیاں نئی بات نہیں ہیں۔ اللہ نے سر اٹھا کر چلنے کا موقع دیا ہے مسئلہ کشمیر کے حل تک امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ریاض (سعودی عرب) میں پاکستانیوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پابندیاں بدنیتی پر مبنی اور غیر منصفانہ ہیں۔ اس مشکل گھڑی میں خود انحصاری فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ایٹمی دھماکے ملکی سلامتی کے لئے نہیں۔ اقتدار بچانے کے لئے کئے گئے ہیں۔ نواز شریف کا اپنا ایجنڈا ہے۔ چیف جسٹس اور الیکشن کمشنر سمیت جو بھی رکاوٹ بنا ہٹاتے چلے گئے۔ قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم مستعفی ہوں نئے الیکشن کروائے جائیں اور ایمرجنسی ختم کی جائے۔ اجلاس کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ایٹم بم کی بجائے استحصال بم کا دھماکہ ہوا ہے۔ ملک تنہا اور عدلیہ دباؤ کا شکار ہے۔ ہمیں سقوط ڈھاکہ کے بعد دوسرے بڑے بحران کا سامنا ہے۔ قوم خود انحصاری فنڈ میں کچھ نہیں دے گی۔ فارن کرنسی اکاؤنٹ معاشی دیوالیہ پن کی وجہ سے منجمد کئے گئے۔

پارلیمنٹ کے اجلاس میں بحث کرتے ہوئے اپوزیشن ارکان نے کہا ہے کہ ایمرجنسی بلاجواز لگائی گئی ہے۔ حکومت نے مخصوص مقاصد کے لئے ایمرجنسی لگا کر بنیادی حقوق سلب کر لئے ہیں۔ یہ جمہوریت پر وار ہے۔ یہ دشمن کے خلاف نہیں عوام کے خلاف ہے۔ ایمرجنسی حکومت کی سیاسی موت کا سبب بنے گی۔

اپوزیشن کا مطالبہ منظور کرتے ہوئے حکومت نے ڈالر سکینڈل کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔

سٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق فارن کرنسی اکاؤنٹس میں ہیر پھیر ہوئی ہے۔ بعض مینجر معطل کر دیئے گئے ہیں۔ بعض بینکوں نے 28 اور 29 مئی کی درمیانی رات برانچیں کھولیں اور پابندیوں سے بچنے کے لئے پچھلی تاریخوں میں ڈرافٹ جاری کرنے کی کوشش کی۔

سپریم کورٹ نے حکم دیا ہے کہ کوآپریٹو مالکان کی جائیدادیں بیچ کر ادائیگیاں کی جائیں۔ حکومت ایمرجنسی کے تحت حاصل اختیار کو استعمال کرتے ہوئے متاثرین کو چھ ماہ میں ادائیگی کرے۔ پنجاب لیکوڈیشن کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں۔ 12۔ ارب میں سے ایک کروڑ روپے جمع کرنا مونگ پھلی کے مترادف ہے ہم متاثرین کو ریلیف دینا چاہتے ہیں۔ حکومت کو مزید لیت و لعل کی اجازت نہیں دیں گے۔

آصف علی زرداری کے خلاف سٹیل ملز کے ٹھیکدار سے کروڑوں روپے وصول کرنے کا ریفرنس دائر کر دیا گیا ہے۔ سابق چیئرمین وعدہ معاف گواہ بن گئے ہیں۔

محکمہ موسمیات کی پیشگوئی کے مطابق کراچی کے قریب سمندری طوفان سندھ کے ساحلی علاقوں تک آ سکتا ہے۔ وہاڑی بہاولپور، اوکاڑہ اور جہانیاں سمیت کئی علاقوں میں آندھی اور بارش سے تباہی ہوئی۔ نشیبی علاقے زیر آب آ گئے ہیں۔

کراچی میں دہشت گردوں نے ایک خاتون سمیت 7۔ افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔

خیبر میل میں بم دھماکہ سے، وزیر آباد کے ایک ہی خاندان کے آٹھ افراد لقمہ اجل بن گئے۔ بد قسمت خاندان کراچی شادی میں شرکت کے لیے جا رہا تھا۔

سابق صدر فاروق لغاری نے وزیر اعظم کے نام ایک کھلے خط میں کہا ہے، کہ جواب دیں فارن کرنسی اکاؤنٹس سے آپ کے ساتھیوں نے تین ارب روپے کیوں نکلوائے قرض اتارو سکیم کی رقم سے ملک کا کونسا قرضہ اتارا گیا؟ آپ کی شوگر ملوں سے حکومت 16500 روپے ٹن چینی خرید کر 11000 میں بھارت کو کیوں بیچ دی ہے۔ 1750 ایکڑ کا رائیونڈ فارم کہاں سے آیا۔ نج کاری کی آڑ میں فلیٹز سمیت دیگر اہم ادارے آپ کے فرنٹ مین نے کیوں خریدے۔

لاہور کی شاہراہ قائد اعظم پر سپاہ صحابہ نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ یہ مظاہرہ سپاہ صحابہ کے قائد مولانا اعظم طارق اور دیگر قیدی رہنماؤں کی رہائی کے لئے کیا گیا تھا۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
اقصیٰ روڈ
دوکان: 212515 رہائش: 212300

ہیٹ سٹروک سے بچیئے
گرمی اور لو میں ہیٹ سٹروک کا خطرہ ہر وقت موجود ہے۔ SUMMER TONIC کا بروقت استعمال لو لگنے سے بچاتا ہے۔ اور ہیٹ سٹروک کا علاج بھی ہے۔ قیمت -/20 روپے۔
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی
گول بازار ربوہ فون 213156/771

ربوہ آئی کلینک
RABWAH EYE CLINIC
فون نمبر 211707
ماہر امراض چشم ڈاکٹر خالد تسلیم احمد ایم بی بی ایس۔ ایف آر سی ایس (ایڈنبرا) نے ربوہ میں پریکٹس شروع کر دی ہے کلینک جدید آلات سے آراستہ ہے۔
اوقات کار صبح 9 تا ایک بجے دوپہر
شام 5 تا 8 بجے شام
دارالصدر غربی ربوہ۔

پتہ بیرون

اکسیر موٹاپا -/40
ہمدرد نسواں (حب اطہرا) -/30
دوائی فضل الٰہی (برائے اولاد نرینہ) -/200
زد جام عشق -/900
اکسیر لیکوریا کیپسول -/40
کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے -/25
سفوف اکسیر شوگر -/35
جدید دواخانہ خدمت خلق
گولبازار ربوہ فون: 659